

مولانا شیر علی شاہ صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ
زائر بلاد مقدسہ



حضرت ابراہیمؑ

پیکرِ صبر و تسلیم

ایشیاد و قربانی اور رضا و تسلیم کے تابندہ نقوش

ایک مضمون جو حضرت ابراہیمؑ کی بستی "خلیل الرحمن" میں لکھا گیا

بیت المقدس سے ۴۲ کلومیٹر قبلہ کی طرف (جانب جنوب) ایک تاریخی بستی خلیل الرحمن میں ۲۱ شوال ۱۳۸۶ھ کو حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ کہتے ہیں کہ یہ بستی سرزمین عرب میں بہت پرانی اور قدیم بستی ہے۔ آج سے تقریباً ساڑھے چار ہزار سال قبل یہاں صرف ایک گھر تھا جس میں ایک عمر رسیدہ انسان اپنی دو بیویوں کے ساتھ زندگی کے میل و نہار اللہ تعالیٰ کی بندگی میں گزار رہا تھا، وہ بھیڑ بکریوں کے دودھ اور پہاڑوں کے خورد و انگور و انجیر اور دیگر قدرتی پھل غذائی ضروریات کے لئے کام میں لاتا تھا۔ ایک دن صبح سویرے یہ عمر آدمی اپنے گھر سے کچھ سامان سفر نکال کر باہر اونٹنی پر لاؤٹنے لگا۔ اور ایک بیوی کو اپنے ساتھ سفر کیلئے تیار ہونے کا حکم دینے لگا اور دوسری کو کہا کہ تم گھر باہر کا خیال رکھنا، میں ایک لمبے سفر پر جا رہا ہوں ایک عورت کی بغل میں ایک چھوٹا سا بچہ ہے، وہ بچے کو پیار کر رہی ہے اور خون کے آنسو رو رہی ہے۔ دوسری عورت بھی اشکبار آنکھوں کے ساتھ سفر کی تیاری میں ہے اور اپنے شوہر کیساتھ سامان سفر اونٹنی پر لاؤ رہی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اونٹنی نہیں تھی خود اپنے کاندھوں پر اسباب سفر اٹھا کر اس بستی سے روانہ ہوئے۔ ایک سو بیس برس کی یہ مقدس شخصیت نبیوں کے امام حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تھے۔ اور جو اپنے شوہر کی اعانت کرتی ہے، وہ ام المومنین حضرت حبیبہؓ لاڈلے بچے کی ماں ہے اور جس کی بغل میں بچہ ہے جس کو چومتی ہے، سینہ سے لگاتی ہے وہ ام المومنین حضرت سارہؓ ہیں۔ اور یہ بچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ اور یہ بستی خلیل الرحمن کی بستی ہے جو اب پردہ ولی شہر بن گیا ہے۔ جہاں کے پہاڑ انگور، انجیر، آلو پھ، آلو بخارا اور دیگر پھلوں کے درختوں سے

سرسبز دشا تاب ہیں، جہاں اب بھی بہ نسبت دیگر شہروں کے اسلامی شعائر اور احکام دین کی پابندی سے میل کی جاتی ہے، جہاں نہ کوئی مسجد رہ سکتا ہے اور نہ یہودی نہ یہاں سینما ہے اور نہ کلب۔ صرف قدس میں مسیحیوں کے دوسرے مدارس ہیں جن میں مسلمانوں کے بچے بھی پڑتے ہیں۔ اسی طرح بے شمار گرجے، دیر، کلیسیائیں ہیں۔ یہ آرمینیوں کا دیر ہے اور یہ سریانیوں کا اور عبرانیوں کا، اور مسیحی گرجے تو بیشمار ہیں۔ عزیہ یہ جہاں حضرت عزیر علیہ السلام کا روضہ ہے اس چھوٹے سے قصبے میں تین گرجے اور عیسائی مشن کے کئی مدرسے ہیں۔ اریحا جہاں سے موسیٰ کا روضہ اور قرئی لوط قریب ہیں وہاں بھی متعدد گرجے اور عیسائی مشن کے مدرسے ہیں۔ مگر آپ اس تاریخی مقدس بستی میں نہ عیسائی دیکھنے میں آتے ہیں اور نہ عیسائی مشن کا مدرسہ، نہ سینما ہے اور نہ دیگر غیر شرعی امور نظر آئیں گے۔ عرب اگرچہ خوش خلق ہیں مگر بستی خلیل کے باشندوں کی طرح نیک اور متقی میں نے نہیں دیکھے۔ تو حضرت سارہ اس لئے رو رہی تھیں کہ ان سے اپنی رفیقہ ہاجرہ بھرت اور سفر پر روانہ ہو رہی تھیں اور ان کو لاڈلے بچے کی داغ بھارت رو لا رہی تھی۔ حضرت ہاجرہ اس لئے اشکبار تھیں کہ وہ اپنی مہربان رفیقہ حضرت سارہ سے جدا ہو رہی تھیں۔ یہ غلط ہے کہ حضرت سارہ نے اپنے شوہر حضرت ابراہیم کو حضرت ہاجرہ اور ان کے تحت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گھر سے نکالنے پر مجبور کیا تھا۔ وہ تو ان دونوں کی جدائی پر اشکبار آنکھوں سے رو رہی تھیں، معصوم بچہ تو حضرت سارہ کیلئے سرور و اور اطمینان قلب کا باعث تھا۔ اس گھرانے میں تو صرف یہی بچہ تھا جو ان کو محبوب تھا۔ اس سے پہلے کبھی بھی انہوں نے اس گھرانے میں بچے کی آواز تک نہ سنی تھی۔ ابراہیم کو اللہ کی طرف سے دین بھوڑنے کا حکم ہوا تھا۔ اس لئے وہ اس بستی سے جنوب کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت سارہ محبت و شفقت سے بھری ہوئی آنکھوں کو آنسوؤں سے صاف کر رہی تھیں اور اپنے پیارے شوہر کی پیرانہ سالی کی حالت میں سفر اور حضرت ہاجرہ اور لاڈلے بچے کی جدائی برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ وہ ان کو الوداع کرنے کیلئے سامنے پہاڑی تک چلی گئیں جس کی چوٹی سے جانب جنوب کا راستہ دور تک نظر آ رہا ہے، اور وہاں اس وقت تک کھڑی ہی جب تک وہ جاتے ہوئے دکھائی دیتے رہے۔ حضرت سارہ انکی سلامتی و حفاظت کیلئے دعائیں مانگ رہی تھیں، وہ پہاڑوں کے اس تاریک ماحول میں اکیلی رہ گئی تھیں۔ ان کو اپنا فکر نہیں تھا بلکہ اپنے عمر رسیدہ شوہر، لاڈلے بچے اور اپنی رفیقہ کا فکر دامن گیر تھا کہ اب وہ کہاں پہنچے ہوں گے۔ تمام راستہ پہاڑی ہے، ہزاروں میل تک انسانی آبادی کا نام و نشان نہیں، پہاڑوں میں راستہ معلوم کرنا بہت مشکل کام ہے اور جبکہ اس سے پہلے کوئی انسان اس راستہ پر گیا ہی نہ ہو۔ درندوں کی آوازیں آرہی

ہیں، راستہ میں زادِ راہ ختم ہو جائے تو پھر کیا ہوگا؟ یہ تمام تفکرات حضرت سارہ کو تنہائی کے عالم میں مغموم کر رہے تھے۔ معلوم نہیں حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی ہاجرہ اور اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے ہمراہ پہاڑوں، وادیوں اور لقمہ و قنیا بانوں میں کتنے دن سفر کرتے رہے۔

خیل الرحمن سے مکہ معظمہ دو ہزار کیلومیٹر کے قریب ہے۔ اس وقت ایسی سڑکیں نہیں تھیں جو آج کل نظر آتی ہیں، اور نہ اس قسم کی تیز رفتار بسوں اور کاروں کا انتظام تھا اور نہ راستے میں موجود بستیاں اور شہر آباد تھے۔ ابراہیمؑ کے دل میں روحانی قوت تھی، اطاعت و تعمیل حکم کا جذبہ تھا، تسلیم و ایثار اور فرمانبرداری تھی، جس کی بدولت پہاڑوں کے سینوں کو چیرتے ہوئے وہاں تک پہنچے جہاں خدا کی آخری وحی نازل ہوئی یا ابراہیم علیہ السلام الترحال ہمناء۔ ابراہیمؑ کو اس جگہ فروکش ہونے کا حکم تھا جہاں اب کعبۃ اللہ ہے۔ واذقوا نالا براہیم مکان البیت۔ (الآیۃ) اور جب ٹھیک کر دی ہم نے ابراہیمؑ کو جگہ اس گھر کی (شیخ الحداد) کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے کچھ پتھر جمع کئے، ایک معمولی مکان بنایا، جس میں ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ سو رنج کی تپش سے بچ سکے۔ پھانگل میں تھوڑا سا پانی جو باقی رہ گیا تھا وہ حضرت ہاجرہ کے حوالے کر دیا اور جو کچھ بچے تھے وہ بھی دیدے جو کچھ وقت تک کام دے سکتے تھے اور اپنے پیارے محنت جگر کو الوداعی ہوسہ دیتے ہوئے حضرت ہاجرہ سے رخصت ہوئے۔ کدوؤں درود و سلام ہوں اُن پر۔

اللہ اللہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے احساسات، حضرت ہاجرہ کے رنج و غم اور قلق و اضطراب کا کیا عالم ہوگا۔ ہاجرہ تو مطمئن تھیں کہ ان کا شوہران کے ساتھ ہے۔ عورت کا سہارا عالم اسباب میں شوہر ہی تو ہے۔ مگر اب شوہران کو تنہا اس چٹیل بے آب و گیاہ میدان اور سنسان صحرا میں چھوڑ کر لوٹ رہا تھا۔ جہاں انسانی آبادی تو کیا پرند و پرند کا نام و نشان تک بھی نہ تھا۔ پہاڑوں اور ریتی زمین کے ناپید اکسرسلسلوں میں جب سینکڑوں میل تک پانی نہ ہو جائدار کیسے زندہ رہ سکتا ہے۔ ابراہیمؑ نے جب اپنا رخ شمال کی طرف کیا اور بلاد شام کو جانے والے راستہ پر روانہ ہوئے تو ہاجرہ نے ان سے دریافت کیا کہ آپ مجھے اس مغموم بچے کے ساتھ اس ہولناک صحرا میں تنہا چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں، کیا آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں؟ کیا مجھ سے آداب شوہر ہی بجالانے میں کسی قسم کی کوتاہی سرزد ہوئی ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے کوئی جواب نہ دیا اور اپنی رفتار کو تیز کر دیا۔ حضرت ہاجرہ نے ادنیٰ آواز سے پوچھا کہ بالآخر اتنا تو فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا کر نیک حکم فرمایا ہے یا آپ اپنی مرضی سے بلکہ یہاں چھوڑ رہے ہیں؟ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور

مشار ایزدی کے تحت یہ کام ہو رہا ہے۔ حضرت ہاجرہؑ نے جواب دیا: اِذَا لَا یُضِیْعُنَا اللّٰهُ اَبَدًا۔
 اب تم مجھے الہیام ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے معاملہ کو گہماں میں نہ لکے یہاں کہیں شائے نہیں فرمائیں گے۔
 کہتے ہیں جب حضرت ابراہیمؑ پہاڑی پر چڑھ کر شام کی طرف اتر رہے تھے تو پہاڑی کی چوٹی پر ٹھہر کر
 شفقت پوری کے جذبہ سے اپنے نعتِ جگر اور اپنی بیوی پر آخری نگاہ ڈالی، یہاں سے وہ ابراہیمؑ
 کو دکھائی دیتے تھے، ایسے سنگلاخ بے آب دگیاہ بیابان میں ایک مسافر عورت اور ایک معصوم بچہ
 کیسے زندگی بسر کریں گے، پانی اور کھجور کا معمولی توڑ۔ کب تک کام دے گا، درندوں اور موزی جانوروں
 کا اگر اس جگہ سے گزرتا ہو تو بچاؤ کی کیا صورت ہوگی، کیا میں دوبارہ اپنی بیوی اور بچے کو زندہ حالت میں دیکھ
 سکوں گا؟ — یہ تمام ایسے کرناک تصورات ہیں جو ایک حساس انسان کو مقتضائے بشریت سامنے
 آتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ احساس اس بات کا کہ جب خلیل الرحمن سے روانہ ہوئے تو بیوی اور
 بچہ ساتھ۔ اب جب واپس جا رہے ہیں تو نہ بیوی ساتھ ہے اور نہ بچہ۔ ایسے جانگداز وقت میں ابراہیمؑ نے
 دعا کی: رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِیَّتِکَ بَوَاجِ غَیْرِ ذِی زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمَحَرَّمِ۔ (اے ہمارے رب میں نے
 بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو ایک بن کھیتی میدان میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس) — یہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ شاید
 ہی کوئی اور دعا ایسی قبول ہوئی ہو۔

آج دنیا کے گوشہ گوشہ سے ہر سال لاکھوں کی تعداد میں فرزندانِ ابراہیمؑ اس بیتِ خلیل کی زیارت
 کیلئے دور و دراز سے آتے ہیں اور یہاں پر وانون کی طرح اس بقیعہ نور کے ارد گرد طواف کرتے ہیں، اور
 سننِ ابراہیمؑ کو تازہ کرتے ہیں۔ ابراہیمؑ کا بلند پایہ صبر و استقلال اور تسلیم ہی تو ہے، جس نے اس
 عظیم ابتلا میں انہیں کامیابی بخشی۔

ادھر حضرت ہاجرہؑ پر صرف وطن کی مہجوری اور تنہائی کا امتحان نہ تھا بلکہ آگے ایک دوسرا درد فرسا
 امتحان ان پر آگیا۔ پانی کا معمولی ذخیرہ ختم ہوا۔ گرمی کی شدت اور پیاس کوئی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔
 خاص کر وہ عورت جو مصر کے سرسبز و شاداب خطہ میں پھلی پھولی ہو اور دریا کے نیل کے کنارے نشوونما پا چکی
 ہو اور پھر قریہ خلیل کے سرد و صحت افزا مقام میں رہ چکی ہو۔ اور ایک بچہ کیسے پیاس برداشت کر سکے۔
 بچہ انتہائی پیاس اور شدید گرمی کی وجہ سے مابی بے آب کی طرح ریتی زمین پر کروٹیں بدلنے لگا۔ ماما
 اور شفقت سے بھری ماں بے بسی اور بے کسی کی حالت میں ادھر ادھر نظر دوڑانے لگی تاکہ کہیں پانی کا سراغ
 مل سکے۔ چاروں طرف ریت ہی ریت پہاڑوں کے بغیر کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اور یہ کتنی دغراش بات ہے
 کہ ایک والدہ اپنے بچے کو پیاس کی وجہ سے زمین پر کروٹیں بدلتا ہوا دیکھے اور اس کا کوئی علاج اس کے

پاس نہ ہو، خویش واقارب کو تو چھوڑیے وہاں بیگانے بھی نہ ہوں، اور ایک معصوم بچے کا معصوم جگر پیاس کی وجہ سے جل رہا ہو۔ نبوت و رسالت کی آغوش تربیت میں پھل ہوئی حضرت ہاجرہ صبر و استقلال سے کام لیکر سوچتی ہیں کہ سامنے پہاڑی پر چڑھ کر شاید پانی نظر آجائے یا کوئی انسان دکھائی دے جس سے پانی مانگ لے۔

یہ پہاڑی صفا کی پہاڑی ہے، اس پر چڑھ کر جب حضرت ہاجرہ نے ہر طرف نظر دوڑائی تو نہ کہیں تالاب نظر آیا اور نہ کوئی چشمہ یا کنواں اور نہ وہاں کوئی راہ گزر نظر آیا جس سے پانی طلب کرے۔ سامنے مردہ کی پہاڑی پر پانی نظر آیا، دوڑ کر وہاں چلی گئیں، دیکھا تو وہاں پانی نہیں، وہ سراب تھا جو نظر آیا۔ حضرت ہاجرہ سراب کے تصور سے بھی نا آشنا تھیں۔ مردہ کی چوٹی سے جب صفا کی چوٹی پر نظر پڑی تو پانی نظر آیا، واپس مردہ سے صفا کی طرف دوڑیں مگر پانی کہاں، یہ بھی سراب ہی تھا۔ اسی طرح پھر وہاں سے جب مردہ پر نظر پڑی تو پانی نظر آیا، ہاجرہ نے سمجھا شاید پہلے میں پانی کی جگہ تک غلطی کی وجہ سے نہیں پہنچ سکی، اب جا کر پوری تحقیق کروں گی۔ چنانچہ سات دفعہ آنا جانا ہوا۔ ویسے بھی تخیل اور تصور جب راسخ ہو جائے تو انسان کو خیالی صورت بھی نظر آنے لگتی ہے۔ جب باوجود اس تک و دو کے پانی نہ ملا تو وہاں سے اتریں۔

صبر اور رضا برضائے مولیٰ ایسی نعمت ہے جو دنیوی آخری کامرانیوں کا سبب ہے۔ حضرت ہاجرہ کی تسلیم اور حکم خداوندی پر رضا مندی خداوند ذوالجلال کو اتنی پسند آئی کہ قیامت تک حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں پر صفا و مروہ کی سعی کو لازم قرار دیا گیا۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطُوفَ بِهِمَا۔ (صفا و مروہ خداوند قدوس کی نشانیاں ہیں۔ حاجی اور عمرہ کرنے والے پر ان میں سعی کرنی لازم ہے۔) اسی آیت سے قبل ارشاد ہے: وَاَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ۔ (اور خوش خبری دے ان صبر کرنے والوں کو جب پہنچے ان کو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ شیخ الہند۔)

صبر کرنے والوں کا اجر و ثواب ذکر کرنے کے بعد صبر کے مواقع کا ایک نمونہ بیان کیا کہ حضرت ہاجرہ نے وطن سے ہجرت، راستہ کی تکالیف اور تنہائی کی حالت میں رہنے پر جو صبر کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرما کر قیامت تک کیلئے اسے مسلمانوں پر لازم کر دیا۔ تاکہ حضرت ہاجرہ کی سعی کی یاد تازہ رہے۔ آہ! سوچ کی شعاعوں سے تپتی ہوئی زمین پر دوڑ لگانا حضرت ہاجرہ کیلئے یقیناً تکلیف دہ ہوگا۔ وہ تہمت و جلاوت و توخیر آخری کے عالم میں اتریں، دل میں کہیں بچے کی مورت کا دوسرا آتا، کبھی

یہ خیال پیدا ہو جاتا کہ قریب الموت ہو گا اور اگر کچھ وقت کیلئے زندہ بھی رہ جائے تو پیاس پانی کے سوا کچھ سمجھے گی نہیں۔ پانی کہاں سے تلاش کروں، دل کو تسلی دیتے ہوئے جب بچہ کے نزدیک آئیں، تو کیا دیکھتی ہیں کہ ایک پانی کا چشمہ ہے جس کا پانی فوارے کی طرح چل رہا ہے اور بچہ اس پانی میں کھیل رہا ہے اور خوشحالی میں ہے۔ حضرت ہاجرہ کی خوشی اور مسرت کا تصور کر لیجئے کہ اس مایوسی اور بے بسی کے عالم میں پانی کا چشمہ مل جانا ان کے لئے کتنی فرحت بخش نعمت ہوگی اور ان کا دل نعمت خداوندی کے احساس سے کتنا بریز پڑا ہوگا۔ ہاجرہ نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ زبان سے کئی دفعہ ادا کیا مگر تسلی نہ ہوئی پھر سوچا کہ اس عظیم نعمت کے صلہ میں عظیم شکر یہ ادا کرتی ہوں۔ وہ بے اختیار سجدہ میں گر پڑیں، ان کی مبارک پیشانی نیچے ایک پتھر سے ٹکرائی اور خون کا فوارہ پھوٹ نکلا۔ طویل سجدہ کے بعد جب سجدہ سے سر اٹھایا تو کیا دیکھا کہ پتھر خون سے تر ہو گیا ہے اور ماتھے سے خون بہہ رہا ہے۔ فرمایا: یا سلام یا اللہ کما قاسیت و کما عافیت یا ابراہیم واللہ لادیٰ ہذا الحجر لا براہیم لیری ما عافیت و قاسیت۔ (اے رے تعجب یا اللہ میں نے کتنی مشقت اٹھائی اور کتنی بار عافیت پائی۔ میں اس پتھر کو محفوظ رکھ کر ابراہیم کو دکھاؤں گی اگر وہ یہاں دوبارہ تشریف لے آئے۔)

پرندوں کو جب وہ پانی کا چشمہ نظر آنے لگا تو پانی پینے کیلئے دہاں جمع ہوئے، وحشی جانوروں کو بھی پرندوں کے اترنے سے اندازہ ہو گیا کہ یہاں کھانے پینے کی کوئی چیز ہے جس کے لئے یہ پرندے جمع ہو رہے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت ہاجرہ اپنے بچے کو باہر پھوڑ کر پتھروں کے بنے ہوئے اس پھوڑے کمرہ میں چلی گئیں، تھوڑی دیر بعد جب کمرہ سے واپس آئیں تو دیکھا کہ ایک شیر بچے کے قریب بیٹھا ہے۔ یہ بھیانک منظر دیکھ کر وہ گھبرا گئیں کہ طرفۃ العین میں یہ دندہ جانور اس بچے کو کھا جائے گا، مگر وہ دروازے میں کھڑی ہو کر کیا دیکھتی ہیں کہ شیر اسماعیل کے پاؤں چوم رہا ہے۔ اور کبھی ان کے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پر رکھتا ہے۔ حضرت ہاجرہ یہ دیکھ کر مطمئن ہو گئیں۔

رفتہ رفتہ وہ شیروں کے ساتھ عادی ہو گئے اور اسماعیل علیہ السلام شیروں کی آغوش میں پھلے پھولے۔ اے الہ العالمین! یہ درندے اور حیوان لا یعقل آپ کے پیارے اسماعیل اور ان کی والدہ کو احترام کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں، اس لئے آپ کی قدرت تمام اور حکمت بالغہ نے یہاں ہمیشہ کیلئے جانوروں کا شکار حرام کر دیا۔

چند دن بعد بنی جرہم کا ایک قبیلہ راستے سے گزر رہا تھا۔ پانی کی فراوانی دیکھ کر حضرت ہاجرہ سے اجازت مانگی کہ ہم یہاں فروکش ہو رہے ہیں۔ انہوں نے بطیب خاطر ان کو اجازت دے دی، اور

ایک سستی آباد ہونے لگی۔

یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ مکہ سے واپس ہو کر دس سال رہے یا بارہ سال۔ بہر حال ایک دن حضرت سارہؑ نے ابراہیمؑ کو کہا کہ آپ اپنی بیوی اور بچے کی خبر تک نہیں لیتے۔ معلوم نہیں اب تک وہ اس صفحہ ہستی پر موجود ہوں گے بھی یا نہیں۔ ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں حکم ربانی کا منتظر ہوں۔ ایک دن بارگاہ الہی سے حکم ہوا کہ جہاں آپ نے اہل بیت کو چھوڑا ہے وہاں پہلے جائیں۔ ابراہیمؑ روانہ ہوئے، جب مکہ کی گھاٹیوں کو طے کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ کافی خیمے ہیں اور بہت سے انسان نظر آتے ہیں۔ سوچنے لگے جب میں یہاں آیا تھا تو یہ ایک سنسان بیابان تھا، اب تو یہاں انسانی آبادی نظر آ رہی ہے۔ کیا میں راستہ بھول گیا ہوں یا میرے بعد یہاں کچھ لوگ آباد ہو گئے ہیں۔ ابراہیمؑ قریب آئے تو کسی سے پوچھا، شوانتو (سریانی زبان میں) تم کون ہو۔؟ احنا عربہ من جرہم ہم بنی جرہم عرب ہیں۔ ہمارے وطن کا تالاب ٹوٹ گیا ہے، ہمارے قبیلہ کے بعض آدمی عراق پہلے گئے اور کچھ شام۔ ہم حجاز کو آئے تو یہاں پانی دیکھ کر سکونت پذیر ہو گئے۔ ابراہیمؑ نے دوبارہ پوچھا کہ یہاں ہاجرہؑ نام کی عورت اور اسماعیلؑ نام کا لڑکا موجود ہے۔؟ جرہمی نے جواب دیا کہ اسماعیلؑ کو تو ہمارے قبیلہ نے اپنا سردار منتخب کر لیا ہے، اور اسکی والدہ ہاجرہؑ تو ہماری روحانی والدہ ہے۔ ابراہیمؑ نے پوچھا کہ ان کا گھر کہاں ہے، اس نے جواب دیا کہ ان کا گھر تو یہاں تمام گھروں میں نمایاں ہے وہ سفید گھران کا ہے۔ ابراہیمؑ سے اتر کر اس گھر کی طرف آئے اور دروازے پر دستک دی حضرت ہاجرہؑ نے دروازہ کھولا، اپنے واجب الاحترام شوہر کو پہچان کر دست بوسی کی اور از حد مسرت آمیز لہجے میں اصلاً و سہلاً کے کلمات کہے۔ ابراہیمؑ نے پوچھا کہ اسماعیلؑ کہاں ہیں۔؟ بیوی نے بتایا کہ وہ شکار کے لئے گئے ہیں ابھی آجائیں گے۔ اتنے میں اسماعیلؑ آئے، وہ ایک معمر آدمی کو دیکھ کر سمجھے کہ یہ مہمان ہے۔ مہمان سے علیک سلیک سے پہلے اپنی والدہ سے پوچھا: من صنیفنا اماہ۔ کہ یہ کہاں کا رہنے والا مہمان ہے۔ آپ نے مہمان کیلئے کھانا تیار کیا ہے یا نہیں، میں نے یہ ہرنی اور یہ خرگوش شکار کیا ہے یہ مہمان کے لئے پکالیں۔ والدہ نے کہا کہ اس مہمان کو پہچان لو کہ یہ کون ہے۔ اسماعیلؑ نے کافی غور سے دیکھا مگر پہچان نہ سکے۔ کس بچہ کیسے اپنے باپ کو پہچان سکتا ہے جب اس کا باپ دس بارہ سال کے بعد آئے اور بچہ جوان ہو چکا ہو۔

ابراہیمؑ نے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا، انا بولک ابراہیم۔ میں آپ کا والد ابراہیم ہوں۔

اللہ اللہ! باپ نے بیٹے کو گلے سے لگایا، زار و قطار روئے۔ ابراہیمؑ محبت اسماعیلؑ

اور اللہ کی آغوش میں چھوٹ گئے تھے تو اس وقت وہ کیسے یقین کر سکتے تھے کہ میں ایک نیا دن ان کو
عبادہ زندہ دیکھ سکوں گا۔ مگر اب تو وہ ایک قبیلہ کا سردار بن گئے تھے۔ ملکہ الحمد والمہ۔

تینوں سردار تھے اور آپس میں گزرے ہوئے واقعات دہرا رہے تھے۔ حضرت ہاجرہ
نے اپنے خاوند حضرت ابراہیم کو اپنی سرگزشت تفصیل سے بیان کرنا شروع کی اور جب پتھر سے
پانی میں چھڑک آئے کا بتایا اور فرمایا کہ وہ پتھر میں نے سنبھال رکھا ہے۔ ابراہیم نے کہا لاؤ وہ
پتھر۔ اسماعیل وہ پتھر اٹھا لائے۔ ابراہیم نے اس پتھر کو سرخ دیکھ کر اس پر اپنی آنکھیں
رکھیں اور ایک طویل روحانی مراقبہ میں محو ہو گئے۔ کافی دیر کے بعد سر مبارک اٹھا کر فرمانے لگے کہ مجھے
عالم روحانی میں اس پتھر سے چاروں طرف نورانی شعلے بھڑکتے ہوئے نظر آئے اور جہاں جہاں تک
اس خون آلود پتھر کی روشنی پہنچی ان جگہوں کو میقات الحج مقرر کر دیا گیا۔ — مدینہ منورہ کی طرف یہ
نورانی شعلے دیگر اطراف کی بہ نسبت زیادہ پھیلے اس لئے مدینہ منورہ کا میقات البعد المراقبت
ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ بیت المقدس کے رخ میں ہے۔ اور بیت المقدس
انوار ربانی کا مرکز رہا ہے اور اب بھی یہاں انوار و تجلیات کا نزول ہوتا ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے
الشبہ یجذب الشبہ — ایک قبیلہ نے دوسرے قبیلہ کی شعاعوں کو اپنی طرف کھینچا۔ اور یہ
بات بھی تھی کہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین دعوت ابراہیمی حبیب مدنی صلی اللہ علیہ وسلم
کانشین بننے والا تھا، اس لئے ان کی اولین نورانیت نے نورانیت کو کھینچا۔ —

پھر حضرت ہاجرہ نے فرمایا کہ ایک دن شیر آکر اسماعیل کے پاس بیٹھا، میں نے دیکھا تو ڈر
گئی مگر وہ شیر اسکو چومتا اور پیار کرتا تھا۔ ابراہیم نے فرمایا کہ قیامت تک یہ زمین حرم ہے۔ یہاں
کوئی بھی کسی جانور کو شکار نہیں کرے گا۔ ابراہیم نے کہا کہ اس پتھر کو محفوظ رکھ دو۔ ابراہیم اور حضرت
ہاجرہ نے ایک دوسرے کے حالات سن لئے اور ابراہیم آرام فرمانے کے بعد اٹھے تو جبرائیلؑ
حاضر ہوئے اور فرمان خداوندی سنایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خلوص و محبت اور آپ کی زوجہ
کی تسلیم و صبر اور اسماعیلؑ کی معصومیت سے راضی ہو کر تمہارے نام زندہ رکھنے کے لئے یہاں ایک
گھر تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ باپ بیٹے دونوں نے تعمیل حکم کی اور کعبۃ اللہ کی بنیاد رکھنے لگے۔
واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت واسماعیل ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم
(اور یاد کر جب ابراہیم و اسماعیل اٹھاتے تھے بنیادیں خانہ کعبہ کی اور دعا کرتے تھے اے پروردگار ہمارے قبول
کر یہ عمل بے شک تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔) —